باب دوم

الحدیث

(الف) حدیث وسنت کا تعارف اور عملی زندگی پر اس کے اثرات

مقاصد تدریس

اس سبق کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ حدیث کا مفہوم بیان کرسکیں۔
- ☆ سنت کے متعلق جان سکیں۔
- ☆ حدیث اور سنت میں فرق بیان کرسکیں۔
- ☆ حدیث اور سنت کے عملی زندگی پر اثرات بیان کرسکیں۔
- ☆ منتخب احادیث کا ترجمہ اور تشریح کرسکیں۔

حدیث اور سنت ۔ معنی ومفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی اصل میں کتاب اللہ (قرآن حکیم) کی قولی اور عملی تشریح اور تفسیر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے انہی اقوال، اعمال اور احوال کا نام حدیث ہے۔

عربی زبان میں لفظ حدیث وہی معنی رکھتا ہے جو ہم اُردو زبان میں بات چیت، گفتگو یا کلام سے مراد لیتے ہیں۔ یعنی حدیث کے لفظی معنی ہیں "بات"۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی ﷺ کے قول فعل اور حال کو حدیث کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے جو کچھ اپنی زبان سے فرمایا اور اُسے آپ ﷺ کے صحابہؓ نے سُن کر بیان کیا وہ بھی حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ کے صحابہ نے اُسے دیکھ کر بیان کر دیا وہ بھی حدیث ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا اور آپ نے اس پر خاموشی اختیار کی، اُسے آپ ﷺ کی رضا سمجھا گیا۔ اُسے بھی آپ ﷺ کے صحابہؓ نے بیان کر دیا یہ بھی حدیث ہے۔ صحابہ کرامؓ اور حدیث کے آئمہ اور علماء نے احادیث جمع کرنے میں بڑی محنت اور احتیاط سے کام لیا ہے۔ حدیث کی کتابوں کے چھ مجموعے مشہور ہیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں۔ ان میں بخاری شریف اور صحیح مسلم زیادہ مشہور ہیں۔ بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ، یعنی خدا کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح (غلطیوں سے پاک) کتاب مانا گیا ہے۔

سُنت

سُنت کے لغوی معنی طریقے اور راستے کے ہیں۔ لیکن عرفِ عام میں اس سے مراد نبی کریم ﷺ کا وہ ثابت شدہ اور معلوم طریقہ ہے جس پر حضور ﷺ نے بار بار عمل کیا۔

عام محدثین کے نزدیک حدیث وسنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر بعض محدثین نے ان دونوں میں یہ فرق کیا ہے کہ اقوالِ رسول ﷺ کو حدیث اور افعال رسول ﷺ کو سنت کا نام دیا ہے۔

حدیث وسنت کی دینی حیثیت اور اہمیت

قرآن مجید اللہ کی آخری الہامی کتاب ہے جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس کتاب برحق کو اللہ تعالیٰ نے نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعے نازل کیا اور آپ ﷺ کو اس کتابِ برحق کا مبلغ شارح اور معلم بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کتاب کا علم سکھایا اور خود اس کی تعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہو کر امت کو اس کی عملی تعلیم بھی دی۔ دراصل آپ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَ لَعَلَّھُمْ یَتفَکَّرُوْنَo (سورۃ النحل۔ ۱۶:۴۴)

ترجمہ:۔ ”اور ہم نے آپ ﷺ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اتارا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو واضح کر کے بتائیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے تاکہ وہ اس پر غور کریں“۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌo (سورۃ احزاب۔۳۳:۲۱)

ترجمہ:۔ ”تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے“۔

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو تمام مسلمانوں پر فرض کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

یٰآَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُو اللّٰہَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَo (سورۃ محمد۔۴۷:۳۳)

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو“۔

ان آیات مبارکہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ نے امت کو جو ہدایات دیں، قرآن کی جو عملی تفسیر و تشریح فرمائی، معاملات کو جس طرح سمجھایا، ان سب کی حیثیت دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت ہر اُمتی پر فرض ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر بات ماننا مسلمان کے لئے ضروری اور فرض ہے بالکل اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی بھی ہر بات ماننا لازمی ہے۔

زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں امرِ رسول ﷺ کو ماننا اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہی اسلام ہے۔ حامل قرآن اور صاحبِ وحی ہونے کی حیثیت سے جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا وہی خدائی فیصلہ اور امرِ خداوندی ہے۔ اس سے انکار کرنا یا منہ پھیرنا اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرنے کے مترادف ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہر مومن پر فرض ہے کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ اپنی زندگی کو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطابق گزارنے کی کوشش نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کو فرض رکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اطاعت کی فرضیت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے احکام مختصر اور مجمل ہیں یا بعض معاملات میں قرآنِ مجید خاموش ہے۔ چنانچہ ایسے تمام امور کے متعلق ہدایات واحکامات اور ان کی مکمل تفصیل حدیث وسنت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور ان امور کے متعلق جاننے کے لئے حیاتِ طیبہ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث وسنت کی اہمیت سے کسی بھی طرح انکار ممکن نہیں ہے اور جو شخص حدیث وسنت کی دینی حیثیت اور اہمیت کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت ملحد اور منکرِ حدیث ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اہلِ ایمان کو قرآن مجید اور اپنی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسکے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز''۔ (سنن ابی داؤد)

قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیز حدیث وسنت ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا''۔ (جامع ترمذی)

نبی ﷺ کی اتباع ومحبت جزوایمان ہے

ترجمہ:۔ ''ایمان کا مزہ اس نے چکھا جو اللہ کے اپنے ربّ ہونے پر، اسلام کے اپنے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے اپنے رسول ہونے پر مطمئن ہوگیا''۔ (صحیح مسلم)

دنیا میں کوئی بھی نبی ورسول محض اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ بس اس کو مان لینے کی حد تک لوگ اسے نبی یا رسول مان لیں بلکہ اس کے بھیجے جانے سے اصل شئے جو مقصود رہی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی بھرپور اطاعت بھی کی جائے اور زندگی کے معاملات میں جو احکام وہدایات وہ دے۔ اس کی بے چوں وچرا ان تعمیل کی جائے۔ اس حقیقت کو قرآن عزیز نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (سورۃ النساء۔۴:۶۴)

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اس لئے بھیجا کہ اذنِ خداوندی کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے''۔

رسول کی اطاعت کے مطالبے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت جو اصل مقصود ہے اس کا راستہ ہی یہ ہے کہ اس کے رسول کی اطاعت کی جائے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۃ النساء۔۴:۸۰)

ترجمہ:۔ ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

احادیث میں بھی اس حقیقت کو بہت تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔ (صحیح بخاری)

اس اطاعت کے بارے میں بھی قرآنِ مجید نے بڑے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ محض ظاہری اطاعت مطلوب نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ آدمی پورے خلوصِ دل کے ساتھ اطاعت کرے۔ جو معاملات بھی درپیش ہوں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرے اور وہاں سے جو بھی فیصلہ ہو اسے اطمینان اور پوری رضامندی سے قبول کرے۔

ان احکام کا تعلق صرف آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی سے نہیں تھا بلکہ اب بھی جب کہ آپ ﷺ کی ذاتِ پاک ہمارے درمیان موجود نہیں ہے تو آپ ﷺ کی سنت آپ کی قائم مقام ہے اور اس کی اطاعت بھی آپ ﷺ کی اطاعت ہے۔

یاد رکھیئے کہ دین میں وہ اتباع و اطاعت معتبر نہیں جس کی بنیاد محبتِ رسول ﷺ پر نہ ہو۔ محبت بھی محض ظاہری اور رسمی قسم کی مطلوب نہیں ہے بلکہ ایسی محبت مطلوب ہے جو تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ جس کے مقابلے میں عزیز سے عزیز رشتے اور محبوب سے محبوب تعلقات کی بھی قدر و قیمت نہ رہ جائے۔ جس کے لئے دنیا کی ہر چیز کو چھوڑا جاسکے۔

اس حقیقت کو نبی پاک ﷺ نے مختلف احادیث سے بھی واضح فرمایا۔ آپ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

''تم میں سے کسی کا بھی ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں''۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، ح۔۱۵)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِا الْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً. (مسلم)

ترجمہ:۔ ''ایمان کی حقیقی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا ربّ اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر دل سے راضی ہوا''۔

یہاں اس بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جس محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ جذباتی محبت نہیں جو انسان کو اپنے بیوی بچوں سے ہوتی ہے بلکہ وہ عقلی اور اصولی محبت ہے۔ جس کی بناء پر انسان اپنی عزیز ترین چیزوں پر ان اصولوں کو مقدم رکھتا ہے۔

حدیث کی جمع و تدوین

حدیث کی کتابت، اس کی حفاظت اور جمع و تدوین کا آغاز حضور ﷺ کے زمانے ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ جسے صحابہ کرامؓ نے وسعت دی اور تابعین نے اضافے کیے اور صحاح ستہ کے مرتبین نے اسے بامِ عروج پر پہنچا دیا۔

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر لکھیں۔

(i حدیث وسنت کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔

(ii حدیث وسنت کی دینی حیثیت اور اہمیت قرآنی حوالہ جات کی مدد سے واضح کریں۔

(iii نبی پاک ﷺ کی اتباع و محبت جزو ایمان ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں وضاحت کریں۔

2۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(i عربی زبان میں لفظ حدیث کے معنی .... ، .... یا .... کے ہیں۔

(ii سنت کے لغوی معنی .... اور .... کے ہیں۔

(iii اقوالِ رسول ﷺ کو .... اور افعالِ رسول ﷺ کو .... کہتے ہیں۔

(iv آنحضرت ﷺ کتاب برحق قرآن مجید کے .... اور .... بنا کر اس دنیا میں بھیجے گئے۔

(v آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن کی .... اور .... ہے۔

(vi تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین .... ہے۔

(vii آنحضرت ﷺ کی .... ہر اُمتی پر فرض ہے۔

(viii رسول اللہ ﷺ کی اتباع ممکن ہی .... و .... سے ہے۔

(ix آپ ﷺ .... قرآن اور .... وحی ہیں۔

(x حدیث وسنت کی دینی حیثیت کا انکار کرنے والا .... اور .... ہے۔

3۔ درست اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں۔

(i رسول اللہ کی اطاعت اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ ☐

(ii آنحضرت ﷺ کو قرآن کے علاوہ کچھ اور نہیں دیا گیا۔ ☐

(iii جس نے نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کیا اس نے آپ ﷺ کو زندہ کیا۔ ☐

(iv حدیث وسنت قرآن کے بعد دوسرا درجہ رکھتے ہیں۔ ☐

(v نبی ﷺ کی اطاعت ایمان کا حصہ نہیں ہے۔ ☐

(vi نبی پر صرف ایمان لے آنا کافی ہے چاہے اس کی اتباع نہ کی جائے۔ ☐

(vii حدیث وسنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

(viii اب آپ ﷺ کی سنت آپ ﷺ کی قائم مقام ہے۔

(ix عشقِ رسول ﷺ جزوِ ایمان ہے۔

(x آنحضرت ﷺ سے عقلی اور اصولی محبت درکار ہے۔

4۔ درج ذیل جملوں میں اشارہ ڈھونڈیں۔

(i یہ اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔

(ii اس کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

(iii اللہ کی ہدایات بندوں تک پہنچانے کا وسیلہ ہیں۔

(iv اس کے کچھ احکام مختصر اور مجمل ہیں۔

(v صاحبِ وحی، مبلغ و معلم القرآن

(vi شریعت کا دوسرا ماخذ ہے۔

(vii ان پر نہ صرف ایمان لانا ضروری ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں ان کی اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔

(viii یہ حدیث کی چھ مستند ترین کتب ہیں۔

5۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

(i ایمان کا اصل مزہ کیسے لوگ چکھتے ہیں؟

(ii نبی پاک ﷺ کی اتباع واطاعت کیوں ضروری ہے؟

(iii عشقِ رسول ﷺ کیوں ضروری ہے؟

(iv ہمیں نبی پاک ﷺ سے کس قسم کی محبت کرنی چاہئے؟

(v دین میں نبی کی اتباع اور اطاعت کس طرح سے معتبر ہوسکتی ہے؟

(vi آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا کیا ہے؟

(vii آنحضرت ﷺ قرآن کی قولی اور عملی تشریح وتفسیر ہیں۔ کیسے؟

(viii عرفِ عام میں سنت کسے کہتے ہیں؟

(ب) احادیث

حدیث (۱): "خَيْرُ كُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ" (صحیح بخاری۔ حدیث ۵۰۲۷)

ترجمہ:۔ "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور اسے (دوسروں کو) سکھائے"

تشریح:۔ ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ہر عمل مفید پسندیدہ اور کارآمد ہو۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے انسان کی اس فطری خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی درست سمت رہنمائی فرمائی کہ سب سے زیادہ مفید، پسندیدہ اور نفع بخش عمل تعلیم وتعلّم قرآن ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی عظیم ہستی ربّ کائنات کی ہے اتنی ہی فضیلت اللہ کی اس عظیم کتاب کی بھی ہے لہٰذا اس کتاب سے استفادہ کرنے والے، اس کی تعلیمات کو حاصل کرنے والے، اس کی روشنی پھیلانے والے کی شان ومرتبہ بھی اتنا ہی بلند ہے۔ دیگر مشاغل میں مصروف لوگوں کے مقابلے میں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب انسانی زندگی کے لیے راہنما اور عروج وزوال کا الٰہی نظام ہے۔ جو بھی اس سے تعلق رکھے گا۔ اس سے رہنمائی لے گا، اس کی تعلیمات کو پھیلائے گا اس کی زندگی کردار اور شخصیت میں نکھار اور کھرّاپن آئے گا اور ربّ کا قُرب حاصل کرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں، سمجھیں اور عملی زندگی میں اس کی پیروی کریں۔ نیز دوسروں کو اس کا پیغام پہنچائیں اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

حدیث (۲): "اَفْضَلُ الذِّكْرِ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" (سنن ترمذی۔ حدیث نمبر ۳۳۸۳)

ترجمہ:۔ "سب سے بہتر ذکر لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا ہے اور سب سے بہتر دعا الحمدللہ (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے) کہنا"۔

تشریح:۔ حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اس حدیث کے پہلے حصہ میں "لا الہ الا اللہ" کو سب سے بہتر ذکر قرار دینے کی اہمیت یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ میں خالص اور مکمل حقیقت اور سچ بیان ہوا ہے۔ ایک مومن کی حیثیت سے ہمارا یہ عقیدہ بالکل مبنی برحق ہے کہ کائنات کی ہر شے کا مالک، خالق، مربی اور رازق و مدبر اللہ پاک کی ذات ہے۔ ہر قسم کی حاجت روائی اور مشکل کشائی اُسی کا کام ہے۔ ہر چھوٹی بڑی منفعت یا مضرت اُسی کے حکم سے پہنچتی ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنے پروردِگار کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہے۔ اور رب کے حکم کا پابند ہے۔ اس لئے اس عظیم ربّ کی یاد اور ذکر سے دل کو تقویت، خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ کہ کائنات کے ذرّے ذرّے سے ہم آہنگی اور یکسانیت مل جاتی ہے اور کائنات کی ہر

شے کے ساتھ تعلق وربط پیدا نصیب ہو جاتا ہے اور مرکزِ قوت کے ساتھ جتنا تعلق و رابطہ استوار ہوگا اتنی ہی قوت‘ سکون اور اطمینان نصیب ہوگا۔ حدیث پاک کے دوسرے حصے میں سب سے بہتر دعا ’’الحمدللہ‘‘ بتائی گئی ہے۔ کیونکہ یہ بھی صاف حقیقت اور سچائی کی مظہر ہے۔ اس لئے کہ دنیا و مافیھا کی ہر شے کا وجود، بقاء، کمال اور جمال اُسی ربِّ عظیم کے مرہونِ منت ہے اور اُسی کی دی ہوئی ہے‘ جتنی بھی خوبیاں ہیں‘ جتنے کمالات ہیں‘ جتنی خوبصورتی ہے‘ جتنی اچھائیاں ہیں‘ سب اُسی کی عطا کردہ ہیں۔ اُس کی ملکیت ہیں۔ لہٰذا جب کوئی بندہ ’’الحمدللہ‘‘ کہتا ہے تو وہ برملا حق کا اعتراف کر رہا ہوتا ہے۔ سچائی کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔

حدیث (۳): ”مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ اِسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ“ (ابوداؤد، کتاب السنۃ)

ترجمہ:۔ ’’جس نے (کسی سے) اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا اور اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے روکا پس بیشک اس نے ایمان کو مکمل کرلیا‘‘

تشریح:۔ دینِ اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر ضابطہء حیات ہے۔ اس دین نے انسان کی منفعت اور کامیابی کی خاطر بڑے سنہری اصول دیئے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے چار ایسے سنہری اصول بتائے ہیں جو ایمان کے مکمل ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ وہ چاروں اصول مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے۔

(ب) کسی سے بغض رکھے تو محض اللہ کے لئے۔

(ج) کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لئے۔

(د) کسی کو محروم رکھے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ انسان سے بے پناہ محبت رکھتا ہے۔ اس لئے انسان کو بھی چاہئے کہ وہ بھی اپنی محبت اور چاہت کا مرکز خدا کی ذات کو رکھے۔ بلکہ مخلوقِ خدا سے محبت اور بغض بھی صرف اس لئے رکھے کہ اس میں خدا کی رضا مطلوب ہو۔ اسی طرح مال کی جود و سخا یا مال کے عطا کرنے میں رکاوٹ‘ ان تمام عناصر کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو بقول مصطفیٰ ﷺ ایمان مکمل ہو گیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید۔ انبیاء اور شہداء ان کے مرتبہ پر رَشک کریں گے جو انہیں ملے گا۔ لوگوں نے پوچھا ’’یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا ’’یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار نہ تھے اور نہ آپس میں مالی لین دین کرتے تھے بلکہ محض خدا کے دین کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اس وقت جب کہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ کوئی غم ہوگا اس وقت جب کہ لوگ غم میں مبتلا ہوں گے‘‘ (ابوداؤد)۔

لہٰذا ہمیں ان سنہری اصولوں کو اپنا کر تکمیل ایمان کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے‘‘۔

حدیث (۴): "عَنْ عبداللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً" (سنن ترمذی۔ حدیث نمبر۴۸۴)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو کہ مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا"۔

تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضا اور اولین شرط ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کا ثمر اور نتیجہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:۔ "اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے"۔

رسول ﷺ سے محبت کا اظہار عملاً آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کی سنت کا اتباع کرنے میں ہے اور آپ ﷺ سے محبت کا قولاً اظہار صلوٰۃ اور درود کی صورت میں ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے لئے مقامِ محمود کی دعا مانگنے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: (الِ عمران۔۳:۳۱)

ترجمہ:۔ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام کہا اور بھیجا کرو"۔ (سورۃ الاحزاب۔۳۳:۵۶)

اس آیت کی روشنی میں محدثین اور محققین نے لکھا ہے کہ زندگی میں ایک بار کم از کم آپ ﷺ پر درود بھیجنا فرض اور واجب ہے اور احادیث کی روشنی میں جب بھی آپ ﷺ کے نامِ گرامی کا ذکر ہو تو آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ لیکن ایک بندہ مومن کو ہر وقت ہر لحظہ آپ ﷺ سے مربوط رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی اور تعلیمات ہمارے لئے نمونہ اور اسوہ ہیں۔ آپ نے جس طرز کی زندگی گزاری ہے اسی طرح اسی نقشے کے مطابق مسلمان نے بھی زندگی گزارنی ہے۔

اسی لئے ارشاد ہوا کہ قیامت کے روز مجھ سے زیادہ قریب وہی شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک ملازم کی حاضریاں جتنی زیادہ ہوں گی اتنی ہی اُجرت اُسے ملے گی۔ اور پاور کے مرکز (گرڈ اسٹیشن) سے تعلق اور رابطہ جتنا مضبوط، توانا اور مسلسل ہوگا اتنی ہی روشنی اور نور ملے گا۔

حدیث (۵): "لَایُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"۔

(صحیح البخاری، کتاب ایمان، ح ۱۵، صحیح مسلم، کتاب ایمان، ح ۷۰)

ترجمہ:۔ "تم میں سے کسی کا بھی ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کی نظر میں، میں (یعنی رسول اللہ ﷺ)

اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں''

تشریح:۔ اس حدیث مبارکہ میں ایمان کے لازمی تقاضے اور ایمان کے کھرّے ہونے کا معیار اور کسوٹی کا بیان ہے اور ایمان میں کمی لانے کے عوامل کی طرف ضمنی اشارہ ہے کہ دراصل اسلام دینِ حنیف ہے۔ حنیفیت یکسوئی اور یک رُخی ایمان کی بنیاد ہے۔ دورنگی، منافقت اور دوغلے پن سے ایمان کے وجود کو حقیقی خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں رکھے'' (سورہ الاحزاب۔۳۳:۴)

آیت مبارکہ کا مفہوم بتلا رہا ہے کہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں مجتمع نہیں ہوسکتیں۔ یا تو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اور اطاعت کا جذبہ دل میں بھرا ہوگا یا پھر غیر اللہ کا۔ دراصل یہ حیاتِ دنیوی اور اس کے لوازمات انسان کے لئے آزمائش و امتحان گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو انسان کو اپنے اصل مقصد سے غافل رکھنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ اگر بندہ مومن بیدار مغز، چوکنا اور اپنے نصب العین پر اس کی نظر ہے۔ تو کبھی بھی اس کو یہ عارضی اور فنا ہونے والی چیزیں مسحور و غافل نہیں کر سکتیں۔ اسی لئے فرمایا ''کہ مومن کامل وہی ہے جو حبِ مال، حُبِ جاہ اور حُب اولاد کو خاطر میں لائے بغیر حُبِ الٰہی اور حُبِ رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار آگے بڑھتا اور کارگاہ حیات میں کارنامہ ہائے جاوداں سرانجام دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسی محبت کی وجہ سے مرنے سے قبل ہی جنت اور کامیابی کے تمغے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے وصول کرنے میں کامیاب ہوئے اور خالص ایمان کی وہ لازوال مثالیں انسانیت کے سامنے رکھ کے اپنے رب سے جا ملے کہ وہ تاقیامت نشانِ راہ و منزل کا کام دیں گے۔

حدیث (۶): طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. (سنن ابن ماجہ۔ حدیث ۲۲۴)

ترجمہ:۔ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے''

تشریح:۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ علم اور شعور ہی کے باعث انسان اشرف المخلوقات اور زمین پر خدا کا نائب ہے۔ علم ہی کے ذریعے آدمی اپنے آپ کو اور اپنے ربّ کو جانتا ہے۔ علم ہی کے ذریعے وہ اپنے مقصد زندگی سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ کون ہے؟ اُسے کِس نے پیدا کیا اور اسے زمین پر کیوں بھیجا گیا؟ دُنیا میں اُس کا کیا مقام ہے؟ ان سوالوں کے جوابات ہی پر آدمی کی صحیح زندگی کا دارومدار ہے۔ ان سوالوں کے جوابات علم حاصل کرنے سے ملتے ہیں۔

اسی لئے نبی ﷺ نے ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے علم حاصل کرنا لازم قرار دیا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم اور اہلِ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بے علم کبھی علم والوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا "عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو تم میں سے کسی کم مرتبہ پر مجھے حاصل ہے"۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ دینی اور دنیوی۔ دین کا اتنا علم حاصل کرنا کہ ایک مسلمان دینی احکام پر صحیح عمل کر سکے، ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیا گیا۔ عورتوں کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رکھا گیا تاکہ وہ خود بھی احکامِ اسلامی پر عمل کریں اور آئندہ نسلوں کی تربیت بھی اسلامی خطوط پر کریں۔ دنیاوی علوم کا حصول مسلمانوں کے لئے فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ لوگ دنیاوی علوم وفنون یا ہنر سیکھ لیں اور سب کی ضرورت پوری ہو جائے تو کافی ہے۔ مثلاً کسی آبادی میں ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے اور ایک آدمی نے یہ علم حاصل کر لیا ہے تو یہ فرض ادا ہو گیا۔ لیکن اگر پوری آبادی میں سے کسی نے بھی اس طرف توجہ نہ دی اور انسانوں کے علاج معالجہ کے لئے ایک ڈاکٹر بھی نہ ہوا تو بستی کے سارے لوگ گناہ گار ہوں گے۔

حدیث (۷): "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ" (السیوطی، الدرالمنتثر فی الاحادیث المشتہر)

ترجمہ:۔ "نماز دین کا ستون ہے"۔

تشریح:۔ نماز اسلام کی مقرر کی ہوئی عبادتوں میں سے اہم ترین عبادت ہے۔ یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ قرآن میں اس کی تاکید سب سے زیادہ آئی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اس کی فرضیت اور اہمیت پر بار بار زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز یہی نماز ہے۔ قیامت کے دن یہی نماز مومن کی پہچان کا ذریعہ ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "قیامت میں میری اُمت کے لوگوں کی علامت یہ ہوگی کہ اُن کی پیشانیاں اور وضو کے اعضا نُور سے چمک رہے ہوں گے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خدا کے نزدیک کون سا عمل زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "وقت پر نماز ادا کرنا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے۔ پس جب تم سجدہ کرو تو سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے صرف نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے تمام شرعی اور انتظامی تقاضے بھی پورے کئے جائیں۔ نماز کہ کے لئے مسجد، امامت اور دوسرے انتظامات ضروری ہیں۔ نیز وقت کی پابندی ہو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ تاکہ اس کے فائدے اور اثرات سارے معاشرے میں پھیلیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم کے اندر سر کا ہے اور یہی بات اس حدیث میں ایک اور انداز سے بیان فرمائی گئی ہے کہ "نماز دین کا ستون ہے"۔

دین ساری زندگی پر حاوی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسلام مکمل ضابطہء حیات ہے۔ نماز میں آدمی خدا کے حکم پر اُس

کے آگے جھک جاتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے۔ تو نماز گویا یہ سکھاتی ہے کہ جس طرح کوئی بندہ رکوع اور سجدہ کرتے وقت خدا کا تابع ہوتا ہے اسی طرح اُسے نماز کے بعد دنیا کے دوسرے کاموں میں بھی خدا کا تابع اور فرماں بردار ہونا چاہئے۔ اسلامی نظام کے تمام اجزاء کو بروئے کار لانے ہی سے خدا اور رسول ﷺ کا منشا پورا ہوتا ہے اور معاشرہ اسلام کی برکات سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔

حدیث (۸): "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔ (صحیح بخاری۔ حدیث ۳۸)

ترجمہ:۔ "جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید سے رکھے (اس کے سبب) اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے"

تشریح:۔ اس حدیث میں ایمان اور احتساب کے الفاظ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں جو نہایت اہمیت کے حامل اور اعمال میں مؤثر ہیں۔ ایمان' پختہ' مضبوط' گہرے اور لازوال اعتماد و بھروسے کا نام ہے یعنی ہر عبادت پر اللہ کی طرف کئے ہوئے وعدوں پر یقین جبکہ احتساب کا مطلب ہے ثواب کی اُمید سے عبادت کرنا اور جب یہ کیفیت حاصل ہوتو پھر اس کے سامنے دنیا و مافیہا کی تمام قوتیں' تمام آسائشیں تمام رعنائیاں اور تمام دلچسپیاں ناکام اور ماند پڑ جاتی ہیں کیونکہ یہی اخلاص ہے۔ اور اسی کی بدولت دنیا کے کارہائے عظیم انجام پاتے ہیں۔

روزہ دینِ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ رمضان کے مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر وتقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہوجاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار کہا جاتا ہے۔ ہر تندرست عاقل بالغ پر جس کے لئے کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کردیئے گئے ہیں۔ اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہِ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور اس ماہِ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

ایمان واحتساب ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ یعنی شعور واحساس' اخلاص واستغنا' محبت وعاجزی کے جذبات کے ساتھ کسی عمل کو کیا جائے اور جب جواب دہی کی فکر دامن گیر ہو کر عمل کیا جائے تو اس میں ریاکاری' نام ونمود' شہرت اور مفاد پرستی یا لالچ کا شائبہ شامل نہیں ہوتا اور وہ عمل خالص ہو کر رہتا ہے اور ایسے ہی عمل پر مطلوب نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسی لئے فرمایا کہ جس نے بھی ایمان واحتساب کی کیفیت میں روزہ رکھا تو اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حدیث (۹): "رِبَاطُ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَ قِیَامِهٖ" (صحیح مسلم۔ حدیث ۱۹۱۳)

ترجمہ:۔ "ایک دن اور ایک رات جہاد میں بسر کرنا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادات سے بہتر عبادت ہے۔"

تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ معلّم کامل تھے۔ زندگی کے ہر معاملے میں درست رہنمائی آپ ﷺ کا اہم فریضۂ رسالت ہے۔ اللہ
اس لئے آپ ﷺ نے کوئی گوشۂ حیات ایسا نہیں چھوڑا جس کے متعلق واضح مکمل اور حقیقت پر مبنی ہدایات نہ دی ہوں۔ اعتدال

اور ہر شعبۂ حیات کو مطلوبہ توجہ دینے پر انسانی زندگی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ ایک عمل کو زیادہ توجہ دینا اور دوسرے سے غافل رہنا کامیاب زندگی میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے جہاں ذکر واذکار' عبادات ونوافل پر زور دیا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی پر بھی متنبہ فرمایا۔ ایک طبیبِ حاذق کی مانند آپ ﷺ جہاں جہاں کمی محسوس فرماتے فوراً رہنمائی فرماتے۔ چنانچہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے مومنوں کو اسلامی مملکت اور اسلامی ریاست کے حدود کی حفاظت ونگرانی پر توجہ مبذول کرائی ہے کہ اگر اسلامی نظام اور اسلامی ریاست کو دشمنوں کی طرف سے خطرہ درپیش ہو اور ہنگامی حالات ہوں اور ملک کی دفاع کا سوال ہو تو ایسے میں اسلامی ریاست کے سرحدوں کی حفاظت اہم فریضہ قرار پاتا ہے اور ہر مسلم کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دفاعِ اسلام کی خاطر کمربستہ ہو کر میدان جہاد میں اُترے۔ اس دوران تھوڑے سے وقت کے لئے پہرہ دینے کا عمل مہینوں روزے رکھنے اور مہینوں قیام اللیل اور تہجد گزاری سے افضل ہے۔ اس حدیث میں جہاد کی اہمیت بتائی گئی ہے۔

حدیث (۱۰): ''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ'' (صحیح بخاری۔ حدیث ۸۹۳)

ترجمہ:۔ ''تم سب نگران ہو اور تم سے تمہاری نگرانی میں موجود افراد اور رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی''

تشریح:۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اُمت کے ہر فرد کو ذمہ دار قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

راعی' چرواہے کو کہتے ہیں۔ چرواہا اپنے ریوڑ کی نگہبانی کرتا ہے۔ وہ بھیڑ بکریوں کو چراتا ہے۔ اُنھیں گلے سے بچھڑنے نہیں دیتا اور بھیڑیے وغیرہ جیسے درندوں کے حملوں سے انہیں بچاتا ہے۔ گویا وہ ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور انہیں ہلاکت یا تباہی کے ہر خطرے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کو راعی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان انفرادی طور پر اپنی جگہ ذمہ دار ہے۔ ایک خاندان کا سربراہ' اپنے خاندان کا راعی ہے۔ وہ خاندان کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا ذمہ دار ہے۔ بیوی بچوں کی ضروریات بھی اُسے پوری کرنی ہیں اور انہیں راہِ راست کی تعلیم اور تربیت دینا بھی اُس کے ذمے ہے۔ اگر اُس کی غفلت اور بے توجہی سے اولاد بگڑ جائے تو قیامت کے دن اُسے جواب دہی کرنا پڑے گی۔ ایک استاد اپنے شاگردوں کی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار ہے۔ دنیا میں جو جتنا زیادہ صاحبِ اختیار ہے اتنا ہی وہ زیادہ آخرت میں جواب دہ بھی ہوگا۔ ایک حکمران یا بادشاہ پُورے ملک کے عوام کا نگران ہوتا ہے۔ وہ ملک کے سارے وسائل کا مالک بھی ہوتا ہے۔ اُس کے پاس وسیع اختیارات ہوتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے روز اُس سے حساب بھی ان سب چیزوں کا لیا جائیگا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ اکثر فرمایا کرتے تھے ''اگر دریائے فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی بھوک سے مرگیا' تو عمر اُس کا ذمہ دار ہوگا''۔ ذمہ داری کا یہی احساس تھا کہ ایک دفعہ آپؓ مدینہ کے قرب وجوار میں ایک بڑھیا کے گھر کندھے پر آٹا لاد کر لے جانے لگے اور نوکر نے کہا لائیے میں اٹھا لیتا ہوں تو انہوں نے کہا ''قیامت کے روز میرا بوجھ تم نہیں اُٹھاؤ گے''۔

زندگی گزارنے کا یہ ایک سنہری اصول ہے۔ اگر مسلم معاشرے میں اس اصول کو پیشِ نظر رکھا جائے تو کبھی کوئی فساد رونما نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص جب اپنی ذمہ داری نبھائے اور قیامت میں جواب دہی کے احساس کے تحت اپنے فرض میں کوتاہی نہ کرے تو معاشرے کے سُدھرنے اور مشکل مسائل حل ہونے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔

مشق

1۔ دیئے گئے سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

i) تعلیم اور تعلّم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

ii) اِتباعِ رسول ﷺ محبتِ اِلٰہی کا ذریعہ کیسے بن سکتا ہے؟

iii) ایمان اور احتساب کا مفہوم واضح کریں۔

iv) احساسِ ذمہ داری پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

v) ''اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ'' پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

2۔ خالی جگہ پُر کریں۔

i) تم میں بہترین وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور اسے ....۔

ii) سب سے بہتر دُعا .... ہے۔

iii) اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرے یا بغض رکھے تو صرف ....۔

iv) رسول کریم ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضا اور .... ہے۔

v) علم حاصل کرنا ہر .... پر فرض ہے۔

vi) جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے جذبے سے رکھے اس کے پچھلے تمام گناہ .... گے۔

3۔ مندرجہ ذیل بیانات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ ان میں ایک جواب درست ہے درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

i) سب سے بہتر ذکر ہے:

(الف) لا الٰہ الا اللہ (ب) سبحان اللہ (ج) الحمدللہ (د) لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ii) تم میں بہتر وہ ہے جس نے سیکھا اور (دوسروں کو) سکھایا:

(الف) علم سحر (ب) علم صحافت (ج) قرآن مجید (د) علم تجارت

(iii اے ایمان والو! تم بھی حضور ﷺ پر بھیجا کرو۔

(الف) پھول (ب) فخریہ کلمات (ج) دوردوسلام (د) نعتیہ کلام

(iv جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے روکا تو اس نے کرلیا:

(الف) ایمان کا آغاز (ب) ایمان آراستہ

(ج) ایمان مکمل (د) ایمان تازہ

(v حدیث نبوی ﷺ میں سب سے بہترین شخص اُسے قرار دیا گیا ہے جو:

(الف) والدین کا فرمانبردار ہو (ب) بہت مالدار ہو

(ج) قرآن سیکھے اور سکھائے (د) جدید تعلیم پائے

4۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

(i خدا کا پسندیدہ اور محبوب بننے کا طریقہ کیا ہے؟

(ii وہ کون سے چار اصول ہیں جو ایمان کے مکمل ہونے کا سبب بنتے ہیں؟

(iii وہ کون سا عمل ہے جس کے کرنے سے انسان قیامت کے روز حضور ﷺ کے زیادہ نزدیک ہوگا۔

(iv قرآن مجید کی راہنمائی کس علاقے اور کس زمانے کے لئے ہے۔

(v حضور اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا کیا ہے؟

(vi اسلام میں نماز کی کیا اہمیت ہے؟